

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اشکات

(از مسعود عالم ندوی)

یوں تو کاغذ کی کم یابی اور نئے قانون کی جکڑ بندیوں کے باعث رسالے کی اشاعت میں ابتری پیدا ہوئی تھی، مگر زیر نظر اشاعت میں ایک دوسری وجہ سے بھی کافی تاخیر ہو گئی۔ مولانا مسعود ندوی دو ہفتوں سے علیل ہیں، نزلہ و زکام کا شدید حملہ ہے۔ ابھی ہفتہ عشرہ انھیں مکمل آرام کی ضرورت ہے، صرف اشارات کے انتظار میں پرچہ رکا ہوا تھا، مزید تاخیر نامناسب معلوم ہوئی، اس لیے اس ماہ ”ترجمانی“ کی خدمت راقم المحدث کے سپرد کی گئی جو اپنی نااہلیت کے اعتراف کے باوجود اسے بادل ناخواستہ قبول کرنا پڑی۔ کوتاہیوں اور لغزشوں کے لیے ناظرین سے چشم پوشی کی درخواست ہے۔

کاغذ کے متعلق نئے قانون سے تمام رسالوں کی زندگی دو بھر ہو رہی ہے۔ ہماری ماہ میں بھی اس وجہ سے بڑی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ کاغذ کی رسد کی حد درجہ کمی اور مضامین کی فراوانی کا اس کے سوا کوئی حل نظر نہیں آیا کہ رسالہ ۲۰۲۶ء کی جگہ ۲۰۲۳ء کی تقطیع پر شائع ہو۔ اور مسطر خنی سے خفی کر دیا جائے، اللہ کے فضل و کرم سے توقع ہے کہ اس طرح پر زیادہ سے زیادہ مضامین کی گنجائش نکل سکے گی۔ یہ ابتلا عالمگیر ہے، اور اس سے معافی کوئی راہ نہیں۔ جب تک شیاطین جن و انس کا برپا کیا جو ایہ طوفان جاری ہے، صبر کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین بھی اس ابتلا سے عام میں ہماری دشواریوں کا احساس کرتے ہوئے صبر ضبط سے کام لیں گے۔

کاغذ کی کم یابی، ہوش ربا گرانی اور چور بازار کی مصیبتوں سے نشر و اشاعت کا سارا نظام بھی درہم برہم ہو رہا تھا، ملک کے طول و عرض سے لٹرچر کے پورے سٹ کا مطابہ ہوتا تھا، لیکن ہمارا مکتبہ اس کی تعمیل سے قاصر تھا۔ فرمائشوں کی عدم تعمیل کے باعث لٹرچر کے قدر دانوں میں مایوسی پیدا ہو چکی تھی۔ لیکن مکتبہ کے کارکن کوششوں سے قائل نہیں تھے، آخر توفیق الہی سے، جدید کنٹرول آرڈر کا نفاذ شروع ہونے سے پہلے ہی ہمارے پاس کاغذ کا معتد بہ ذخیرہ فراہم ہو گیا جس سے از سر نو لٹرچر کا پورا سٹ مکتبہ میں جمع ہو گیا ہے۔ ہمارے دعوت پھیلنے میں لٹرچر کی کمی سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ اب کہ یہ رکاوٹ دور ہو گئی ہے، جماعت کے ارکان اور ہمدردوں کا فرض ہے کہ اشاعت کے کام میں لگ جائیں، اور جو موقع مل رہا ہے، اسے غنیمت شمار کریں نہیں کہا جاسکتا کہ آئندہ پھر یہ آسانیاں حاصل ہوئیں گی یا نہیں؟

ہم اقامت دین کا جو کام لے کر کھڑے ہوئے ہیں، اس کا دائرہ عمل کسی ایک ملک، قوم یا خطہ ارض میں محدود نہیں۔ اس لیے

ابتدا ہی سے ہندوستان اور دنیا کی دوسری مشہور زبانوں میں لٹریچر کے ترجمے کا خیال پیش نظر رہا ہے۔ گویا حالات کی ناسمجھت کے باعث رفتار تیز نہیں ہو سکی ہے۔ انگریزی میں صرف چند رسالے منتقل ہوئے ہیں، ابھی بڑا کام باقی ہے۔ ہندوستان کی مختلف زبانوں میں بھی جا بجا کام ہو رہا ہے۔ بنگال و آسام کا علاقہ، ہماری دعوت سے اب تک بالکل نا آشنا ہے۔ بنگلہ ترجمہ کا کام مٹہ میں شروع ہو گیا ہے، مگر ابھی رفتار سست ہے۔ شانتی نیکتان میں بھی ایک صاحب علم نے تعاون کا وعدہ کیا ہے، اللہ کرے، یہ دعوت ان کے دل میں گھر کر جائے اور مشرقی ہندوستان کو اسلامی تحریک سے روشناس کرانے کا کام وہ اپنے ذمہ لے لیں۔ اس سلسلہ میں بہار و بنگال کے ارکان جماعت کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں، ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ کوتاہی سے کام نہیں لیں گے۔ ترکی ترجمہ خود دار الاسلام میں ایک ترکستانی ادیب کر رہے ہیں۔

مگر ان سب کے ساتھ جو حقیقت تلخ اور تحلیل دہتی وہ یہ کہ عربی زبان میں اب تک لٹریچر کے منتقل کرنے کا کوئی خاطر خواہ نظم نہیں ہو رہا ہے اور عربی کا کام دوسری زبانوں سے زیادہ دشوار اور اہم بھی ہے۔ عدن سے لے کر مغرب اقصیٰ تک عربی بولنے والی قوموں کی آبادیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ عربی بولنے والوں کی آبادی سات کروڑ سے کم نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ مشرقی افریقہ کے بعض علاقوں اور جزیروں میں بھی عربی کا چلن مادی زبان کی طرح ہے۔ جنوبی امریکہ میں بھی عربوں کی بڑی نو آبادی ہے۔ ان میں زیادہ تر مسلمان ہیں اور کچھ عیسائی اور دوسری قومیں۔ بعض علاقوں (جیسے لبنان) میں عیسائیوں کی اکثریت ہے۔ اس پوری آبادی کو عربی زبان ہی کے ذریعہ خطاب کیا جاسکتا ہے۔ ان میں جا بجا ایسے طبقے بھی ہیں (جیسے مراکش، الجزائر، نجد، یمن) جو ابھی اسلام کی تعلیمات سے زیادہ دور نہیں ہوئے اور اگر انہیں صحیح طریقہ پر دعوت دی جائے، تو وہ آسانی سے اقامت دین کی دعوت پر لبیک کہہ سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ان میں ایسے فرقے بھی ہیں (جیسے دروزی، یزیدی) جو ابتدائی صدیوں ہی میں اسلام کی تعلیم سے دور جا پڑے، اور آج تک وہ اپنے مخصوص عقیدوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ فقہی مذاہب کے لحاظ سے بھی، عربی ملکوں میں چاروں اماموں (ائمہ اربعہ) کے متبعین پائے جاتے ہیں۔ سیاسی اعتبار سے بعض خطے (مصر، عراق، شام) عربی قومیت کے نشے میں سرشار ہیں۔ کنایہ ہے کہ عربی بولنے والی سات کروڑ آبادی ہندوستان کی طرح یکساں (Homogeneous) خیالات نہیں رکھتی۔ عربی بولنے والی قوموں کو دین کی دعوت دینے کے لیے بڑی تیاری اور دور بینی کی ضرورت ہے۔ اور نواح بنوع مرینوں کے لیے مختلف قسم کا تریاق بھی تیار کرنا پڑے گا۔

جماعت کے موجودہ لٹریچر کا صرف ترجمہ کر دینا عربی دال پلک کے لیے کافی نہیں ہو سکتا۔ لٹریچر کے ترجمے میں بھی حسبِ فہم حالات و افکار کے اعتبار سے جلد بخاضہ تبدیلیاں اور امتزاج کرنا ہوں گے۔ نیز اچھا خاصہ صالح لٹریچر براہِ راست عربی زبان میں تیار کرنا چاہیے جو وقت کے چلن اور مقبول عام افکار کے مقابلے میں اسلامی فکر اور اسلامی تحریک کو صحیح اور سائنٹفک طریقے پر پیش کر سکے۔ یہ صالح لٹریچر اپنی زبان، طریقہ نظر و فکر اور اسلوب بحث کے لحاظ سے اتنا ممتاز اور نمایاں ہو کہ دل اس کی طرف خود بخود کھینچ جائیں اور دماغ اس سے اثر پذیر ہو سکیں۔